بسم اللہ الرحمان الرحیم

برادر عزیز!

آپ پر خدا کی سلامتی ہو۔ ایک طویل ترین وقفہ کے بعد آپ کا خط موصول ہوا' خط پڑھتے ہی میں اپنے ماضی میں کھو گیا' وہ ماضی جو ۵۔ ۶ سال پر محیط ہے' جب ہم دونوں دسویں کے طالب علم تھے۔ محفلیں جمتی تھیں' تقریری مقابلے ہوتے تھے' دعوتیں دی اور لی جاتی تھیں۔ وقت تھا خوب گزر گیا' آج بھی جب مجھے اس دور کے واقعات یاد آتے ہیں تو جی چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر وہی دور لوٹ آئے' وہ دور جس میں خلوص کی فراوانی تھی' جہاں پاکیزگی تھی؛ سادگی تھی اور اخلاص و محبت کا ماحول تھا' جہاں اونچ نیچ کی دیواریں قائم نہ تھیں' جہاں استاد حقیقتاً استاد نظر آتے تھے۔ اس دور کا تقدس موجودہ ماحول کے اندھیرے میں مزید نکھر چکا ہے۔ کہاں وہ دور جہاں پاکیزگی ہی پاکیزگی تھی اور کہاں یہ دور کہ ہر طرف جیب کترے ہی نظر آتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے لئے غافل ہوئے نہیں کہ پونجی لٹ گئی۔ کاروباری باتیں کاروباری خلوص اور مشینی انداز یوں محسوس ہوتا ہے جیسے ہم انسانوں کی بستی سے نکل کر پتھروں اور بتوں کی وادی میں آگئے ہیں لیکن دوست پتھروں اور بتوں کی وادی میں ہی سکوت ہوتا ہے' موت کا سناٹا اور ویران پہاڑ دیکھتے ہیں لیکن حرکت نہیں کر سکتے' ان کے ہاتھوں سے دامن دل و نظر تو تار تار نہیں ہوتے۔ یہاں تو ہمارے ارد گرد چیرنے پھاڑنے کا عمل جاری ہے۔ خون بہہ رہا ہے خون انسان کی ارزانی بھی ہے اور فراوانی بھی' انسان دم توڑ رہا ہے' لیکن وحشی قہقہے ہیں کہ رکنے کا نام ہی نہیں لیتے' سوچتا ہوں کہ غلطی سے کہیں درندوں کی حدود سلطنت میں تو قدم نہیں رکھ دیا۔ آپ نے مجھے خط لکھ کر ماضی کو دوبارہ یاد کرنے پر مجبور کر دیا۔ وہ ماضی جسے بھولنے کی سعی ناتمام کر چکا ہوں' اس لئے نہیں کہ مجھے ماضی سے محبت نہیں میرے لئے اصل کشش ماضی میں ہی ہے' میرا حال جو کچھ بھی ہے' یہ اس ماضی کا مرہونِ منت ہے' میں بیسیوں صدمات سہنے کے باوجود بھی اگر ابھی تک لڑکھڑایا نہیں تو اس کی وجہ ماضی کی تربیت ہے اور دریائے زندگی سے گزرنے اور اس میں غوطے کھانے کے باوجود اگر آج تک دامن داغدار نہیں ہوا تو محض اس لئے کہ ماضی نے میری حفاظت کی تھی۔ میں اگر ماضی کو بھولنا چاہتا تھا تو اس

لئے کہ اسے یاد رکھنے کی صورت میں کہیں حال سے برگشتہ نہ ہو جاؤں' کہیں ہمت نہ ہار بیٹھوں' اور کہیں حال کی تلخیوں اور اذیتوں کا دیو میرے وجود کو نگل ہی نہ لے۔ یہ بات تو آپ جانتے ہی ہیں کہ مایوسی کی صورت میں منزل مقصود پر کبھی نہیں پہنچا جاسکتا' میں منزل پر پہنچنا چاہتا ہوں' میری خواہش ہے کہ زمانہ سے پنجہ آزمائی کا سلسلہ جاری رہے' اور حال میں اس حد تک جدوجہد کی جائے کہ مستقبل اپنی پسند کے مطابق ہو۔ اس لئے بھی اسے بھولنا چاہتا تھا کہ کہیں اسے یاد رکھنے کی صورت میں ماضی کی چھاؤں میں پناہ لینے کی کوشش نہ کروں۔ وہ ماضی جو فی الحال تصوراتی ہے اس کی یادوں میں گم رہنا کہیں مجھے فرار کی راہ پر گامزن نہ کردے اور فرار موت کا دوسرا نام ہے۔ میں اذیت' بے بسی اور بے کسی کی موت مرنا نہیں چاہتا۔

میں آپ کو تصورات ہی تصورات میں اپنے ساتھ کلاس میں سبق پڑھتے دیکھ رہا ہوں' بھولی بھالی صورت' من موہنی باتیں اور پاکیزہ سوچ آپ کو یاد ہی ہوگا کہ ہم دونوں نے مستقبل کے بارے میں نجانے کتنے حسین خواب دیکھے تھے۔ دونوں نے طے کیا تھا کہ ڈاکٹر بن کر انسانوں کی خدمت کریں گے' ماحول کی برائیوں کو دور کریں گے اور مریضوں کی جیبوں پہ ہاتھ رکھنے کے بجائے مریضوں کی ڈوبتی نبضوں پر ہاتھ رکھیں گے۔ اور پھر یوں ہوا کہ امتحان سے قبل آپ کو والد کے تبادلہ کی بناء پر جانا پڑا' رخصت ہوتے وقت آپ کی آنکھوں میں آنسو تیرتے دکھائی دے رہے تھے۔ لیکن آپ نے ضبط کا ثبوت دیتے ہوئے انہیں زمین پر گرنے کی اجازت ہی نہ دی۔ آنسوؤں کے موتیوں کو گرنے دیتے تو شاید دل کے دھوئیں میں کچھ کمی آجاتی' میں آپ سے کچھ بھی تو نہ کہہ سکا' یہ الگ بات ہے کہ دل کی دنیا ماتم کدے میں تبدیل ہو چکی تھی۔ آپ کے جانے کے بعد کلاس میں وہ پہلی سی رونق نہ رہی۔ رونق محفل چل دیئے۔ اب محفل اداس تھی' مگر زندگی کے قافلے کو تو چلنا تھا' چلتا رہا' کچھ عرصہ آپ کی طرف سے خطوط کا سلسلہ جاری رہا پھر بند ہوگیا۔ چند خطوط لکھے' جواب نہ ملا تو میں نے بھی یہ سوچ کر خطوط لکھنے کا سلسلہ بند کردیا کہ کہیں میرے خطوط ماضی کی یادوں کو تازہ کرنے اور حال کے سکون کو درہم برہم کرنے کا باعث نہ بن رہے ہوں' مجھے آپ کی خوشی مطلوب تھی' یہ دوسرا صدمہ بھی سہہ گیا----- حالات نے مجھے سائنس کی جگہ آرٹس کی دنیا میں

دھکیل دیا۔ پھر کچھ تعلیمی مصروفیات اور کچھ تنظیمی مصروفیات نے یوں گھیرا کہ ماضی کی باتیں میٹھی یاد ہی بن کر باقی رہ گئیں، کبھی کبھی ذہن کے کسی گوشہ سے آپ کا نام ابھرتا اور بس۔ کچھ دیر کے لئے ماضی میں کھو جاتا۔ مگر ماضی میں ڈوب کر پھر حال کی سطح پر ابھرنا ہی پڑتا------ آج جب آپ کا خط ملا تو تھوڑی دیر کے لئے میں حیرت واستعجاب کے سمندر میں ڈوب گیا، آپ کا نام پڑھنے کے باوجود ذہن یہ قبول کرنے کے لئے تیار نہیں تھا کہ یہ تحریر خالد ہی کی ہے۔ آخر ایک طویل مدت کے بعد انہیں تمہارا خیال کیسے آگیا، لیکن آپ کے نام کے ساتھ آپ کی تحریر بھی تو چغلی کھا رہی تھی کہ خط آپ ہی نے لکھا ہے۔ مانا کہ آپ کی تحریر چھ سال بعد ہی دیکھنے کا موقع ملا، لیکن آپ کی تحریریں تو میرے دل پر نقش رہی ہیں، اس لئے الفاظ کو پہچاننے میں کیسے غلطی ہو سکتی تھی۔ آپ نے خط میں ماضی کے واقعات دہرانے کے بعد حال کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھا تھا کہ "چند دن قبل جب میں اپنے کالج کے ہاسٹل کی سیڑھیاں اتر رہا تھا تو نوٹس بورڈ پر آپ کا نام لکھا دیکھا کہ اسلامی جمعیت طلبہ کے زیر اہتمام ایک مذاکرے میں تقریر کریں گے، پہلے تو یقین نہ آیا، لیکن مزید تحقیق کی تو پتہ چلا کہ آپ ہی کا نام تھا، سوچا کہ چلو اسی بہانے ملاقات ہو جائے گی۔ لیکن تقریب سے ایک دن قبل ہی علم ہوا کہ حکمرانوں کو "مہمان" بنانے کی سوجھی ہے لہٰذا آپ مہمان بنا لئے گئے ہیں، آپ کے ساتھیوں سے ایڈریس معلوم کیا اور خط لکھ رہا ہوں۔ لیکن ------ ظفر---- یہ تو بتاؤ کہ مولوی کیسے بن گئے؟ ویسے اتنا بتا دوں کہ نہ جانتے بوجھتے ہوئے بھی انتخابات میں اپنا ووٹ ہمیشہ آپ ہی کی تنظیم کے امیدواروں کے حق میں استعمال کیا ہے، شروع ہی سے اس تنظیم کے بارے میں اپنائیت کا جذبہ محسوس کرتا رہا ہوں، مگر آج اپنائیت کی اصل وجہ کا علم ہوا، آج کے بعد سے جی چاہتا ہے کہ اس تنظیم کی تفصیلات سے آگاہی حاصل کروں، معلومات یہاں سے بھی حاصل ہو سکتی ہیں لیکن اگر آپ مجھے بھول نہیں چکے تو کیا یہ بہتر نہ ہو گا کہ آپ ہی تعارف کروائیں، ماضی کے ناطے سے میرا حق بھی تو بنتا ہے، اس طرح کچھ تذکرہ ماضی کا بھی چھڑے گا------"

والسلام

تمہارا خالد